

اسلامی بینکاری کے طریقہ ہائے تمویل: پاکستانی بینکوں میں رائج نظام کا تجزیاتی مطالعہ  
**Modes of Islamic Financing: An Analytical Study of the  
 Financing Practices in Pakistani Islamic Banks**

Aasma Rahman

*M, Phil, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore*

**Dr. Ihsan ul Rahman Ghauri**

*Associate Professor, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab,  
 Lahore*

**Abstract**

This research provides a comprehensive analytical study of the modes of Islamic financing (ṭuruq al-tamwīl al-islāmī) practiced by Islamic banks in Pakistan. It examines how classical Sharīʿah-based contractual models—such as Murābahah (cost-plus financing), Ijārah (leasing), Mushārakah (partnership), and Muḍārabah (profit-sharing)—have been adapted and operationalized within the modern banking framework. The study seeks to evaluate both the conceptual authenticity and practical implementation of these modes in light of Qurʿanic principles, Prophetic traditions, and juristic consensus (ijmāʿ). Using a descriptive-analytical and comparative methodology, the research analyzes official documents, regulatory frameworks, and financial data from leading Islamic banks in Pakistan, including Meezan Bank, BankIslami, and Dubai Islamic Bank. It investigates whether the operational mechanisms of these institutions truly embody the ethical and risk-sharing spirit of Islamic finance or whether they merely replicate conventional banking structures under Sharīʿah-compliant nomenclature. The paper further discusses key challenges confronting the Islamic banking sector in Pakistan—such as standardization of Sharīʿah



rulings, liquidity management, risk diversification, and public perception regarding the authenticity of Islamic products. It also highlights recent initiatives by the State Bank of Pakistan and Sharī'ah Advisory Boards in refining regulatory practices and ensuring compliance with international Sharī'ah standards (AAOIFI, IFSB). Ultimately, the study argues that genuine Islamization of finance demands more than formal Sharī'ah compliance; it requires a value-oriented transformation in institutional ethics, contractual transparency, and socio-economic objectives. The evolution of Islamic financing in Pakistan thus stands at a critical juncture—between doctrinal fidelity and practical exigency—reflecting the broader struggle to reconcile divine injunctions with modern financial realities.

#### Keywords:

Islamic banking, Pakistan, modes of financing, *Murābahah*, *Mushārahah*, *Ijārah*, *Mudārahah*, Sharī'ah compliance, Islamic finance, ethical banking, State Bank of Pakistan

#### I: تمہیدی اور تعارفی مباحث

نظام تمویل اسلامی کا فکری و نظریاتی دائرہ اپنی اساس میں ایک ایسے معاشی و اخلاقی توازن کی جستجو ہے جو انسانی فطرت، دینی مقاصد اور تمدنی عدل کے ہم آہنگ ہو۔ زیر نظر تحقیق کا بنیادی مسئلہ اسی توازن کی علمی توضیح اور پاکستانی نظام مالیات میں اس کے اطلاقی پہلوؤں کی تعیین سے متعلق ہے۔ عصر حاضر میں جب سرمایہ دارانہ نظام نے معیشت کو سودی، استحصالی اور غیر اخلاقی اصولوں کی بنیاد پر استوار کر دیا ہے، وہاں اسلامی تمویل کا تصور اس تہذیبی انحراف کے مقابل ایک متبادل نظریہ عدل فراہم کرتا ہے۔ چنانچہ تحقیق کا مقصد محض تمویل اسلامی کے فقہی اصولوں کی تفہیم نہیں بلکہ ان کے عملی مظاہر، اداراتی نفاذ اور شرعی تطبیق کے درجات کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ بھی ہے۔

اس پس منظر میں مطالعہ کا معاصر تناظر خاص طور پر پاکستان کی مالیاتی تاریخ سے مربوط ہے، جہاں 1970ء کی دہائی سے اسلامی بینکاری کے قیام کی کوششیں ایک فکری تحریک کے ساتھ ساتھ قانونی جدوجہد کی صورت میں ابھریں۔ جزل ضیاء الحق کے دور میں "اسلامائزیشن آف اکانومی" کے نام سے جو سلسلہ شروع ہوا، اس نے فقہ المعاملات کے اصولوں کو بینکاری ڈھانچے میں جذب کرنے کی کاوش کی، لیکن عملی سطح پر اس میں کئی تضادات پیدا ہوئے، جن کا تجزیہ اس تحقیق کے بنیادی محرکات میں شامل ہے۔

تحقیق کے اغراض و مقاصد میں یہ بات مرکزی ہے کہ اسلامی تمویل کو محض فقہی استدلال یا بینکاری اصطلاح کے طور پر نہیں بلکہ ایک مکمل اخلاقی و معاشی فلسفے کے طور پر پیش کیا جائے۔ اس فلسفے کے اجزاء میں عدل، شراکت، شفافیت اور عدم

استعمال جیسے عناصر بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ تحقیق کی فرضیات (hypotheses) میں بنیادی سوال یہ ہے کہ کیا پاکستان میں اسلامی بینکاری کا موجودہ ڈھانچہ فقہی اصولِ تمویل اور مقاصدِ شریعت سے حقیقی ہم آہنگی رکھتا ہے یا یہ محض صوری (formalist) تعبیرات پر قائم ہے؟ اس سوال سے یہ بھی وابستہ ہے کہ آیا اسلامی مالی ادارے، اپنے شرعی مشاورتی بورڈز کے باوجود، سرمایہ دارانہ منافع خیزی کے دائرے سے نکل پائے ہیں یا نہیں۔

مطالعے کا دائرہ کار پاکستان کے مالیاتی اداروں، بینکنگ پالیسیوں، شرعی نگرانی کے نظام اور فقہی تعبیرات کے تقابلی مطالعے پر محیط ہے۔ اس میں "Meezan Bank"، "Dubai Islamic Bank" اور "Bank Islami" جیسے اداروں کو نمونہ تحقیق کے طور پر لیا گیا ہے تاکہ نظریہ و عمل کے باہمی تناظر کا دقیق جائزہ ممکن ہو۔

اصطلاحاتِ تحقیق میں "تمویل" سے مراد وہ مالی سرگرمی ہے جو شریعت کے اصولوں کے مطابق نفع و خسارے کی شراکت، مبادلہ اور حقیقی ملکیت کی بنیاد پر قائم ہو۔ اسی طرح "موقوفہ تمویلیہ" میں مراہجہ، اجارہ، مضاربہ، مشارکہ، سلام اور استصناع شامل ہیں، جو ہر ایک مخصوص شرعی ضابطہ رکھتا ہے۔

موجودہ تحقیق کا مقصد اس فکری و عملی تعلق کو واضح کرنا ہے جو اسلامی تمویل کے نظری اصول اور عملی اطلاق کے درمیان موجود ہے۔ اس کے ذریعے نہ صرف ایک علمی معیار وضع ہوتا ہے بلکہ یہ بھی ممکن ہوتا ہے کہ اسلامی معیشت کو جدید قانونی و مالیاتی نظام کے اندر اس کی اصل روح کے ساتھ نافذ کیا جاسکے، تاکہ تمویل اسلامی محض ایک متبادل ماڈل نہ رہے بلکہ ایک تہذیبی و اخلاقی انقلاب کی شکل اختیار کرے۔

## II: اصولِ تمویلِ اسلامی — نظریاتی و فقہی اساسات

اسلامی معاشیات کا بنیادی نصب العین محض دولت کی گردش نہیں بلکہ اس کے ساتھ عدلِ اجتماعی، طہارتِ اخلاق، اور انسانی فلاح کا قیام ہے۔ اسلامی نظامِ تمویل دراصل ایک ہمہ گیر اخلاقی و فقہی سانچہ ہے جو مادی منافع کو روحانی اقدار کے تابع کرتا ہے۔ اس نظام میں دولت ایک امانت ہے، ملکیت مشروط ذمہ داری ہے اور نفع اخلاقی حد بندیوں کا پابند۔ قرآن حکیم نے سود، استحصال اور غیر عادلانہ تمویل کے تمام مظاہر کی نفی کی اور تزکیہ و تقویٰ پر مبنی معاشی توازن کی تاکید فرمائی۔

### نظامِ تمویل کا اخلاقی و شرعی خاکہ

اسلامی تمویل کی اساس عقیدہ توحید اور تصورِ عدل پر قائم ہے۔ قرآن مجید نے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ<sup>1</sup>

"اے ایمان والو! اپنے عہدوں کو پورا کرو۔"

یہ آیت انسانی معاملات کے اخلاقی ضابطے کی بنیاد ہے کہ ہر مالی عقد میں وعدہ، دیانت اور امانت کا لحاظ رکھا جائے۔ اسلامی معاشی فکر میں تمویل صرف لین دین نہیں بلکہ بندگی رب کا ایک عملی مظہر ہے۔ ابن خلدون نے لکھا:

«إِنَّ الْمَالَ عِنْدَ الشَّرْعِ وَدِيْعَةٌ فِي يَدِ الْإِنْسَانِ لِيُقِيمَ بِهَا مَصَالِحَهُ وَمَصَالِحَ الْعِبَادِ»

"شریعت کی نظر میں مال انسان کے ہاتھ میں ایک امانت ہے، جس کے ذریعے وہ اپنے اور دوسروں کے مصالح کو قائم کرے۔"<sup>2</sup>

یہ اخلاقی تصور ہی اسلامی تمویل کو سرمایہ داری کے استحصالی جال سے جدا کرتا ہے۔ چنانچہ اسلامی مالی نظام میں حرص، احتکار اور ظلم کے ہر پہلو سے گریز بنیادی اصول ہے۔

فقہی اصول معاملہ، ملکیت اور نفع کا فطری ربط

فقہی سطح پر اسلامی تمویل کا جوہر "تبادلے کی شریعت" (مشروعیۃ التعاقد) میں مضمر ہے۔ امام شافعیؒ نے فرمایا:

كُلُّ تَعَامُلٍ فِيهِ تَرَاضٍ بَيْنَ الطَّرْفَيْنِ وَخَلَا مِنَ الرِّبَا وَالظُّلْمِ فَهُوَ جَائِزٌ<sup>3</sup>

"ہر وہ معاملہ جس میں فریقین کی رضامندی ہو اور جو سود و ظلم سے پاک ہو، جائز ہے۔"

فقہانے ملکیت کو "حق تصرف مشروع" کے طور پر تعبیر کیا ہے جس کی بنیاد نفع کے جائز ذرائع پر قائم ہو۔ اس لحاظ سے اسلامی معاشیات میں نفع محض حصولِ زر نہیں بلکہ ایک اخلاقی تعمیر عمل ہے۔ امام ابن تیمیہ کے مطابق:

النَّفْعُ إِنَّمَا يَكُونُ مَمْدُوحًا إِذَا كَانَ مَقْرُونًا بِالْمَصْلَحَةِ الْعَامَّةِ، لَا بِالِاحْتِكَارِ

وَالِاسْتِغْلَالِ<sup>4</sup>

"نفع اسی وقت قابلِ ستائش ہے جب وہ عمومی مصلحت سے وابستہ ہو، نہ کہ احتکار اور استغلال سے۔"

یہ اصول واضح کرتا ہے کہ اسلامی تمویل میں ملکیت اور منافع کا رشتہ تکوینی طور پر عدل اور مصلحت کے تابع ہے۔

تمویل اسلامی کے محرکات شریعت و مقاصد مالیہ

اسلامی فقہانے اصول نے مقاصد الشریعہ میں حفظ المال کو اساسی مقصد قرار دیا ہے۔ مگر یہ تحفظ محض شخصی ذخیرہ اندوزی نہیں بلکہ اجتماعی فلاح کے لیے ہے۔ امام شافعیؒ کے مطابق:

المال في نظر الشريعة وسيلة لا غاية، إذ به تقوم المصالح وتتحقق العدالة<sup>5</sup>

"شریعت کی نظر میں مال ایک وسیلہ ہے نہ کہ غایت، کیونکہ اسی کے ذریعے مصالح قائم اور عدل متحقق

ہوتا ہے۔"

اس نظریے کے تحت اسلامی تمویل کا محرک نفع نہیں بلکہ توازن اجتماعی اور روحانی تزکیہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی بینکاری و مالیات میں "شرکت"، "مضاربہ"، اور "مراجمہ" جیسے عقود کے ذریعے نفع کو خطرہ اور محنت سے جوڑا گیا ہے، نہ کہ محض سرمائے کے ارتکاز سے۔

عقود معاوضات کی فقہی صورتیں اور ان کے ضوابط

اسلامی قانون میں عقود معاوضات (یعنی باہمی تبادلے کے معاہدے) عدل مالی کے ضامن ہیں۔ فقہانے ان کی شرائط میں "علم ثمن"، "تراضی فریقین" اور "خطرے کی شرکت" کو لازم قرار دیا۔ امام سرخسیؒ لکھتے ہیں:

المعاملات تُبْنَى عَلَى الْمَعْلُومِ لَا عَلَى الْمَجْهُولِ، لِأَنَّ الْجَهَالََةَ مِثْلَةُ الْمُنَازَعَةِ<sup>6</sup>

"معاملات معلومات پر قائم ہوتے ہیں، نہ کہ مجہولات پر، کیونکہ جہالت نزاع کا موجب ہے۔"

یہ فقہی اصول اسلامی تمویل کے اخلاقی شفافیت اور شرکت کے جوہر کو نمایاں کرتے ہیں، جو سرمایہ دارانہ منڈی کی غیر یقینی اور قیاسی سرگرمیوں سے بالکل متضاد ہے۔

نظریہ ربا اور اسلامی تنقید بر نظام سود

اسلامی تمویل کا سب سے بنیادی امتیاز تحریمِ ربا ہے۔ قرآن نے سودی نظام کو معاشرتی فساد اور اخلاقی انحطاط کا سرچشمہ قرار دیا:

وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا<sup>7</sup>  
 "اللہ نے بیع کو حلال اور ربا کو حرام قرار دیا۔"  
 امام رازی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا:

الفرق بين البيع والربا أنّ الأول مبني على المنافع المتبادلة، والثاني على استغلال حاجة الفقير<sup>8</sup>

"بیع اور ربا میں فرق یہ ہے کہ پہلا باہمی نفع پر مبنی ہے، جبکہ دوسرا فقیر کی حاجت کے استحصال پر۔"  
 اسی نظریہ کو جدید مفکرین مثلاً محمد باقر الصدر نے سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف علمی و اخلاقی بنیاد فراہم کی، وہ لکھتے ہیں:

"The interest-based economy is inherently unjust because it divorces profit from effort and risk."<sup>9</sup>

"سودی معیشت بنیادی طور پر غیر عادلانہ ہے کیونکہ یہ منافع کو محنت اور خطرے سے جدا کر دیتی ہے۔"  
 اسلامی تمویل کا یہ تنقیدی زاویہ دراصل اس امر کا اعلان ہے کہ عدل مالی، اشتراکِ خطرہ اور تزکیہ مال ہی وہ بنیادیں ہیں جن پر ایک صالح اقتصادی تمدن کی عمارت استوار ہو سکتی ہے۔

### III: پاکستان میں نظام مالیات اسلامی — ارتقائی و ادارتی تناظر

اسلامی مالیات کا فکری و عملی سفر برصغیر کے مذہبی و قانونی پس منظر سے جڑا ہوا ہے۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان کا قیام بظاہر سیاسی واقعہ تھا، مگر اس کے ساتھ ایک نظریاتی خواب بھی وابستہ تھا — ایسا معاشی و مالی نظام جو قرآن و سنت کی روح سے ہم آہنگ ہو۔ اسلامی بینکاری کا ارتقاء اسی خواب کی عملی تعبیر ہے جس نے رفتہ رفتہ ریاستی پالیسی، فقہی تعبیرات اور جدید اقتصادی نظریات کو ایک ہی رخ پر لانے کی کوشش کی۔

#### اسلامی بینکاری کی تشکیل و ارتقاء: تاریخی و قانونی جہات

پاکستان میں اسلامی مالیات کی ابتدا بیسویں صدی کے چھٹے عشرے میں اس وقت ہوئی جب ماہرین معیشت نے سودی نظام کی شرعی حیثیت پر بحث چھیڑی۔ اس علمی تحریک کی فکری بنیاد مولانا مودودی کے ان خیالات سے پڑی جنہوں نے سود کو "معاشی غلامی کا استعماری آلہ" قرار دیا۔ 1977ء میں جنرل ضیاء الحق کے دور میں پہلی مرتبہ "بلا سودی بینکاری" کے تجربات کو ریاستی سطح پر نافذ کیا گیا۔ قرآنی ارشاد ہے:

فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ<sup>10</sup>

"اور اگر تم نے (سود سے) باز نہ آئے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کا اعلان سن لو۔"

یہ آیت اسلامی مالی نظام کے قانونی جواز کا بنیادی ماخذ بنی۔ بعد ازاں 1991ء میں فیڈرل شریعت کورٹ نے اپنے تاریخی فیصلے میں سودی قوانین کو قرآن و سنت سے متصادم قرار دیا (Federal Shariat Court, Riba Judgement, 1991)

([Islamabad: Government of Pakistan, 1991] تاہم اس فیصلے پر عمل درآمد مختلف قانونی پیچیدگیوں اور عالمی مالیاتی وابستگیوں کے باعث تدریجاً ممکن ہوا۔

اسلامی بینکاری کی موجودہ شکل 2001ء میں اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی "اسلامک بینکنگ ڈویژن" کے قیام سے منسلک ہے، جس نے شرعی ضوابط کے تحت مکمل اسلامی بینکوں اور اسلامی ونڈوز کی اجازت دی۔

#### ریاستی اور مالیاتی اداروں کا کردار

اسلامی بینکاری کی ادارتی تشکیل میں ریاستی اداروں کا کردار نہایت اہم رہا۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے نہ صرف اسلامی بینکاری کا قانونی فریم ورک مرتب کیا بلکہ ایک جامع (2018) Shariah Governance Framework بھی نافذ کیا جس میں شرعی بورڈ، اندرونی آڈٹ، اور فتوائی نگرانی کے اصول متعین کیے گئے۔ مولانا تقی عثمانی لکھتے ہیں:

"پاکستان میں اسلامی بینکاری کا قیام صرف بینکنگ نہیں، بلکہ ایک فقہی انقلاب ہے جو معیشت کے بنیادی ڈھانچے کو بدلنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔"<sup>11</sup>

ریاستی معاونت کے ساتھ ساتھ نجی بینکوں کی شرکت نے اس نظام کو استحکام دیا۔ مثال کے طور پر Meezan Bank Limited کو 2002ء میں پہلا مکمل اسلامی بینک لائسنس ملا، جس نے عملی سطح پر اس ماڈل کو کامیابی سے متعارف کرایا۔

#### انتظامی (Regulatory) ڈھانچے کا جائزہ

اسلامی مالی نظام کے ضوابطی انتظام میں دو اہم سطیوں ہیں (1): اسٹیٹ بینک بطور مرکزی ضابطہ کار، اور (2) شرعی نگران ادارے بطور مذہبی اتھارٹی۔

اسٹیٹ بینک کی Islamic Banking Department نے 2008ء میں Shariah Compliance Inspection Manual جاری کیا، جس نے بینکوں کے لیے شرعی جانچ کے معیارات طے کیے۔ فقہی اعتبار سے، ان معیارات کی بنیاد عقود اسلامی مثلاً مضاربہ، مراءبہ، اجارہ اور مشارکہ پر رکھی گئی۔ ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی نے لکھا:

**"Islamic finance requires a regulatory structure that not only prevents interest-based instruments but also promotes genuine risk-sharing."**<sup>12</sup>

"اسلامی مالیات کو ایسا ضابطہ جاتی درکار ہے جو سودی آلات کو روکے اور حقیقی اشتراکِ خطرہ کو فروغ دے۔"

یہ اصول پاکستان میں تدریجی طور پر نافذ کیے گئے اور 2020ء کے بعد سے انسپیکشن، رپورٹنگ اور شریعہ آڈٹ کے میکانزم کو مزید مضبوط کیا گیا۔

#### اسلامی وروایتی بینکاری کا تقابلی منظر نامہ

اسلامی بینکاری اور وروایتی بینکاری کے درمیان بنیادی فرق نفع کے منبع، خطرے کی تقسیم، اور اخلاقی شفافیت میں ہے۔ وروایتی بینکاری میں نفع سرمایہ کے بہاؤ سے پیدا ہوتا ہے، جبکہ اسلامی بینکاری میں یہ حقیقی معاشی سرگرمی پر مبنی ہوتا ہے۔ جیسا کہ International Monetary Fund (IMF) کی ایک رپورٹ میں کہا گیا:

**"Islamic banking's asset-backed nature provides resilience against speculative shocks, unlike conventional banking."<sup>13</sup>**

"اسلامی بینکاری کی اثاثہ-مبنی ساخت اسے قیاسی جھٹکوں کے مقابلے میں زیادہ مستحکم بناتی ہے۔" یہ تقابلی پہلو پاکستان کی مالیاتی منڈی میں بھی واضح ہے جہاں اسلامی بینکوں کے Non-Performing Loans (NPLs) کی شرح روایتی بینکوں سے کم پائی گئی، جو اس کے کم خطرے والے اثاثہ ڈھانچے کی دلیل ہے۔

**پاکستانی مالیاتی منڈی میں اسلامی بینکاری کی موجودہ حیثیت**

2025ء تک اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار کے مطابق، اسلامی بینکاری کا مارکیٹ شیئر کل بینکاری شعبے کے 22 فیصد سے تجاوز کر چکا ہے۔<sup>14</sup>

یہ ترقی محض مالیاتی حجم کی نہیں بلکہ نظریاتی پذیرائی کی مظہر بھی ہے۔ اسلامی بینکاری نے عوام میں حلال سرمایہ کاری کے شعور کو فروغ دیا اور قومی معیشت میں اعتماد کی فضا پیدا کی۔ ڈاکٹر منیف احمد خان کے مطابق:

"پاکستان میں اسلامی بینکاری کا فروغ ایک سماجی و روحانی تقاضا ہے، جو قوم کے نظریاتی تشخص کی تجدید کرتا ہے۔"<sup>15</sup>

پاکستان میں نظام مالیات اسلامی ایک عبوری مرحلے سے گزر کر اب ایک جامع ضابطہ جاتی و ادارتی حیثیت اختیار کر چکا ہے جو معیشت کے اخلاقی اور قانونی سانچے دونوں کو یکجا کرتا ہے۔

**IV: عقودِ تمویلیہ کی عملی حیثیتیں: اطلاقی و تجزیاتی جہات**

اسلامی مالیات کا جو ہر دراصل عقودِ تمویلیہ کے نظام میں پنہاں ہے، کیونکہ یہی وہ فقہی و عملی سانچے ہیں جن کے ذریعے شریعت کے اصولِ عدل، شفافیت اور اشتراک کو معاشی میدان میں فعلیت بخنسی جاتی ہے۔ اسلامی بینکاری محض نام کی تبدیلی نہیں بلکہ عقود کی ایسی تطبیق ہے جو فقہی معاملات کی روح کو جدید مالیاتی ڈھانچوں میں ضم کرتی ہے۔ اس بحث میں اسلامی تمویل کے نمایاں عقود—مراجہ، اجارہ، مشارکہ، مضاربہ، سلام اور استصناع—کا تجزیاتی و اطلاقی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے، تاکہ واضح ہو کہ یہ عقود محض نظری فتاویٰ نہیں بلکہ جدید مالیاتی اداروں کے عملی ضابطے بن چکے ہیں۔

**مراجہ کی ساخت، شرائط اور تنفیذ**

مراجہ اسلامی تمویل میں سب سے زیادہ مستعمل عقد ہے، جس کی بنیاد تجارت حقیقی پر رکھی گئی ہے۔ اس میں بینک خریدار کی طلب پر کسی شے کو خریدتا ہے اور نفع کے ساتھ فروخت کرتا ہے۔ اس عقد کا اصل ماخذ قرآن کی عمومی اجازت بیع ہے:

وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا<sup>16</sup>

"اللہ نے بیع کو حلال اور ربا کو حرام قرار دیا۔"

فقہائے کرام نے مراجہ کی شرائط میں "علم ثمن اول"، "شفاف نفع"، اور "ملکیت سابقہ" کو لازم قرار دیا ہے۔ امام نووی نے فرمایا:

المرابحةُ بیعٌ جائزٌ إذا علم المشتري رأس المال والرِّبَحَ معاً<sup>17</sup>

"مراہجہ جائز بیع ہے جب خریدار کو اصل قیمت اور منافع دونوں کا علم ہو۔" پاکستان میں مراہجہ کو بینکنگ سطح پر Cost-Plus Financing کے طور پر نافذ کیا گیا ہے۔ تاہم ناقدین کے مطابق، کئی ادارے اس عقد کو Debt Financing کی مشابہ صورت میں برتتے ہیں، جس سے اس کی "ملکیت حقیقی" کی شرط متاثر ہوتی ہے۔ ڈاکٹر عمر چیرا کے نزدیک:

**"When murabaha becomes a mere financing technique without real trade ownership, it deviates from the Shariah spirit."<sup>18</sup>**

"جب مراہجہ حقیقی تجارتی ملکیت کے بغیر محض فنانسنگ کی تکنیک بن جائے تو وہ شریعت کی روح سے ہٹ جاتا ہے۔"

یہی پہلو اسلامی بینکنگ کی اصلاحی بحثوں کا بنیادی مرکز ہے۔

اجارہ کی فقہی بنیاد اور معاصر صورتیں

اجارہ، یعنی کرایہ یا لیزنگ، فقہی اعتبار سے ایک قدیم عقد ہے جس کی بنیاد نبی کریم ﷺ کے اس عمل پر ہے کہ آپ نے مدینہ ہجرت کے موقع پر عبد اللہ بن اریقظہ کو اجرت پر راہبر مقرر کیا۔ فقہی اصطلاح میں اجارہ "عقد علی المنافع بعوض معلوم" یعنی "کسی منفعت کے بدلے معوضہ" کہلاتا ہے۔ امام سرخسی نے بیان کیا:

الإجارةُ بيعُ المنفعةِ بعوضٍ، وهي جائزةٌ إذا كانت المنفعةُ معلومةً والمددُ محددًا<sup>19</sup>

"اجارہ منفعت کے عوض میں بیع ہے، اور اس وقت جائز ہے جب منفعت معلوم ہو اور مدت متعین ہو۔"

جدید اسلامی بینکاری میں اجارہ کو Ijarah Muntahia Bittamleek یعنی Lease ending with ownership کی صورت میں اختیار کیا گیا ہے۔ اس میں ادارہ کسی اثاثے کو لیز پر دیتا ہے اور مدت کے اختتام پر ملکیت منتقل کر دیتا ہے۔ تاہم بعض فقہی ماہرین نے اس پر تنقید کی کہ ملکیت کی منتقلی کے وعدے کو عقد اجارہ کا لازمی جزو نہ بنایا جائے تاکہ عقد مرکب نہ ہو۔ مولانا تقی عثمانی کے بقول:

"اجارہ کی درست تطبیق میں ملکیت کی منتقلی الگ وعدہ ہو، عقد کا حصہ نہ ہو، تاکہ شریعت کی اصل روح محفوظ رہے۔"<sup>20</sup>

مشارکہ و مضاربہ کے عملی امتیازات

مشارکہ اور مضاربہ اسلامی مالیات کے وہ عقود ہیں جو "اشتراک خطرہ" کے اصول پر قائم ہیں۔ ان میں نفع و نقصان دونوں فریقین کے درمیان تقسیم ہوتے ہیں، جو اسلامی اقتصادی عدل کا مظہر ہے۔ قرآن میں ارشاد ہوا:

وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ<sup>21</sup>

"بیشتر شریک ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہیں سوائے ان کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔"

یہ آیت اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ شراکت کا نظام اخلاقی ایمان کے بغیر استحکام نہیں پاتا۔ فقہی طور پر مشارکہ میں دونوں فریق سرمایہ دیتے ہیں، جبکہ مضاربہ میں ایک فریق سرمایہ دیتا ہے اور دوسرا محنت۔ امام مالکؒ کے نزدیک مضاربہ (قراض) کی مشروعیت عرف و تعامل صحابہ سے ثابت ہے۔ ڈاکٹر محمد عمر زبیری لکھتے ہیں:

**"Mudarabah embodies the spirit of Islamic entrepreneurship, linking reward with effort and accountability."<sup>22</sup>**

"مضاربہ اسلامی کاروبار کی روح ہے، جو اجر کو محنت اور ذمہ داری کے ساتھ مربوط کرتی ہے۔" پاکستانی بینکنگ میں مضاربہ کمپنیوں اور Profit & Loss Sharing Accounts کی صورت میں اس ماڈل کو محدود پیمانے پر اپنایا گیا ہے، تاہم خطرے کے غیر متوازن بوجھ کی وجہ سے عملی رکاوٹیں برقرار ہیں۔

**سلم و استصناع کے اطلاق نماذج**

سلم اور استصناع وہ عقود ہیں جو Financing of Production کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ سلم میں قیمت پیشگی ادا کی جاتی ہے اور مال بعد میں فراہم ہوتا ہے، جبکہ استصناع میں چیز تیار کرائی جاتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے مدینہ میں اہل نخل کو اجازت دی کہ وہ پیشگی رقم پر کھجور خرید سکتے ہیں بشرطیکہ پیمائش، مدت اور وزن معلوم ہو۔<sup>23</sup>

ابن قدامہؒ نے کہا:

جُوَزَ السَّلْمِ رُحْصَةً لِحَاجَةِ النَّاسِ إِلَيْهِ، وَلِتَحْقِيقِ الْعَدْلِ فِيهِ شَرْطَ تَعْيِينِ الْمُقَدَّرِ وَالْأَجَلِ<sup>24</sup>

"سلم لوگوں کی حاجت کے سبب رخصت کے طور پر جائز کیا گیا، اور عدل کے قیام کے لیے مقدار و مدت کی تعیین شرط رکھی گئی۔"

پاکستان میں زرعی تمویل میں Salam Financing اور صنعتی منصوبوں میں Istisna' Contracts کو بڑھتی ہوئی اہمیت حاصل ہے، خصوصاً Islamic Development Bank اور Meezan Bank نے ان ماڈلز کو عملی شکل دی۔

**بینکنگ اداروں میں تمویلی عقود کے شرعی و عملی تحدیات**

اسلامی بینکاری اداروں کو عقود کی عملی تطبیق میں دوہری آزمائش کا سامنا ہے: ایک طرف شرعی تطابق، دوسری جانب مارکیٹ کے تجارتی تقاضے۔ ان چیلنجز میں سب سے نمایاں Substance over Form کا مسئلہ ہے، یعنی بہت سے عقود شرعی اعتبار سے درست مگر معاشی روح سے خالی رہ جاتے ہیں۔ ڈاکٹر محسن خان کے بقول:

**"The real challenge for Islamic finance is not legal compliance, but achieving the moral substance of Shariah in financial practice."<sup>25</sup>**

"اسلامی مالیات کے لیے حقیقی چیلنج قانونی تطابق نہیں بلکہ مالی عمل میں شریعت کے اخلاقی جوہر کو حاصل کرنا ہے۔"

ان تحدیات کا حل صرف Shariah Governance کی سختی میں نہیں بلکہ فکری تطہیر اور اخلاقی نیت کے تجدیدی شعور میں ہے، تاکہ اسلامی تمویل محض فقہی ہنر نہ رہے بلکہ عدل اقتصادی کا زندہ مظہر بن جائے۔

### V: منتخب پاکستانی بینکوں میں نظام تمویل اسلامی کا اطلاقی مطالعہ

پاکستان میں اسلامی بینکاری کا سفر محض نظریاتی نہیں بلکہ عملی تجربہ ہے جس نے گزشتہ دو دہائیوں میں مالیاتی نظام کی ساخت کو نئی سمت دی ہے۔ میثاق ملی کے طور پر اسلامی بینکاری کی ترویج 1980ء کی دہائی میں ضیاء الحق کے مالیاتی اصلاحی اقدامات سے شروع ہوئی، لیکن حقیقی ادارتی جڑیں 2002ء کے بعد مضبوط ہوئیں، جب State Bank of Pakistan نے ایک جامع Shariah Compliance Framework متعارف کروایا۔ آج میزن بینک، دبئی اسلامک بینک اور بینک اسلامی پاکستان، نہ صرف مالیاتی نمو کے اعتبار سے بلکہ شرعی تمویل کے عملی نماذج میں بھی نمایاں مثالیں ہیں۔

اسلامی تمویل اداروں کا بنیادی مقصد "منافع بالضممان" کے بجائے "منافع بالمخاطره" کے اصول پر مالیات فراہم کرنا ہے۔ اس کے پس منظر میں قرآن کریم کی وہ ہدایت ہے:

وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا<sup>26</sup>

اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا۔

یہ آیت اسلامی مالیات کا اساس ہے، جو تجارتی خطرہ (Risk Sharing) اور شفاف عقد پر مبنی لین دین کو ترجیح دیتی ہے۔ اس اصول کے تحت پاکستانی بینکوں نے مراہجہ، اجارہ، مشارکہ، مضاربہ، سلام، اور استصناع جیسے عقود کو جدید مالیاتی ڈھانچے میں ڈھالا۔ تاہم ان کے عملی اطلاقات میں شرعی تنظیم اور قانونی تحدیات کے کئی پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔

میزان بینک کے ماڈل کا مطالعہ بتاتا ہے کہ مراہجہ اور اجارہ کے ضمن میں اس نے AAOIFI (Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions) کے معیارات کو بنیاد بنایا۔ جیسا کہ AAOIFI کے معیاری ضابطے میں بیان ہوا ہے:

**"The essence of Islamic finance lies not merely in form but in the substance that ensures equitable sharing of risk and reward between contracting parties."**<sup>27</sup>

اسلامی مالیات کی روح محض ظاہری شکل میں نہیں بلکہ اس کے اساسی جوہر میں ہے، جو فریقین کے درمیان خطرے اور نفع کے منصفانہ اشتراک کو یقینی بناتا ہے۔

میزان بینک کی تمویل پالیسی میں یہ اصول نظر آتا ہے کہ تمام مراہجہ معاہدات میں ملکیت (Ownership) کی منتقلی اور خطرہ (Risk) کا جزوقتی اشتراک شامل کیا جاتا ہے، جو فقہی اعتبار سے شرط جواز ہے۔ تاہم بینک کی Operational Manuals میں بعض پہلو ایسے ہیں جہاں مراہجہ کو محض فنانسنگ ٹول بنا دیا گیا ہے، جو "Bay 'al-Īnah" کے قریب تر ہے۔ یعنی فروخت کے بعد دوبارہ خرید کی ایسی صورت جو فقہائے کرام کے نزدیک ربوی مفہوم کے قریب ہے۔

اسی طرح دینی اسلامک بینک کے اجارہ ماڈل میں "اجارہ ثم الیج (lease-to-own)" کی جدید صورتیں اختیار کی گئی ہیں، جن کے بارے میں ابن عابدین شامی نے فرمایا:

الإجارة على المنافع المضمونة لا تجوز إلا أن تكون معلومة بعقدٍ صحيحٍ لا يخالطه ربا<sup>28</sup>

یعنی ایسی اجارہ جس میں منافع کی ضمانت ہو، وہ درست نہیں جب تک عقد واضح ہو اور اس میں ربوی خلط شامل نہ ہو۔

یہی مسئلہ دینی اسلامک بینک کے اجارہ ماڈل پر بھی لاگو ہوتا ہے، جہاں بعض عملی صورتوں میں اجارہ کی مدت اور ملکیت کی منتقلی کے شرائط مبہم رہتے ہیں۔ فقہی تناظر میں یہ "غرر (Uncertainty)" کے زمرے میں آتا ہے، جو اسلامی مالیات کے بنیادی منافی اصولوں میں شامل ہے۔

بینک اسلامی پاکستان کے مشارکہ اور مضاربہ ماڈلز کا جائزہ ظاہر کرتا ہے کہ ان میں شراکت حقیقی کے بجائے زیادہ تر "Debt-based Financing" پر انحصار کیا گیا ہے۔ محمد تقی عثمانی اس پہلو پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

**"In most Islamic banks today, equity-based modes have been overshadowed by trade-based instruments, which deprive Islamic finance of its real socio-economic spirit."**<sup>29</sup>

یعنی موجودہ اسلامی بینکوں میں تجارتی بنیادوں پر مبنی عقود نے شراکتی بنیادوں والے عقود پر غلبہ پایا ہے، جس سے اسلامی مالیات کا اصل معاشرتی و اخلاقی پہلو کمزور پڑ گیا ہے۔

یہ تنقید محض نظری نہیں بلکہ عملی مشاہدے سے بھی ہم آہنگ ہے۔ State Bank Shariah Board Reports (2022) کے مطابق پاکستان کے اسلامی بینکوں میں 70% سے زائد تمويلات مراحمہ اور اجارہ پر مشتمل ہیں، جب کہ مضاربہ و مشارکہ کی شرح 15% سے بھی کم ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اسلامی بینکنگ کے حقیقی شراکتی مزاج میں کمی واقع ہو چکی ہے۔

تاہم شرعی نگرانی کے نظام نے جزوی طور پر ان مسائل پر قابو پایا ہے۔ Meezan Bank Shariah Supervisory Board کی رپورٹ (2023) میں اس پہلو پر زور دیا گیا کہ داخلی شرعی آڈٹ، مسلسل فتوائی نگرانی، اور علماء و ماہرین مالیات کے مابین مکالمہ، اسلامی مالیات کے مستقبل کو مستحکم بنا سکتا ہے۔

ان تمام مشاہدات سے واضح ہوتا ہے کہ پاکستانی اسلامی بینکاری نے بلاشبہ شرعی اصولوں کے تابع نظام قائم کیا ہے، مگر اس کی روح — یعنی خطرے کے حقیقی اشتراک، شفافیت، اور اخلاقی مقاصد شریعت — کو عملی سطح پر برقرار رکھنے کے لیے اصلاحی مکالمے، شرعی تحقیق اور فکری احتساب کی مسلسل ضرورت باقی ہے۔

## VI: اسلامی تمویلی ماڈلز: نظریہ و عمل کے تطبیقی امتیازات

اسلامی مالیات کی علمی و عملی صورت حال کا جب تطبیقی مطالعہ کیا جاتا ہے تو ایک گہری خلیج — یعنی نظریہ (Theory) اور عمل (Practice) کے مابین فاصلے — کا احساس ہوتا ہے۔ فقہی اصولوں کی سطح پر تمویل اسلامی ایک منضبط، اخلاقی اور

عدالتی توازن پر مبنی نظام کے طور پر متشکل ہے؛ لیکن جب یہی نظام عملی بینکاری کے سانچے میں ڈھلتا ہے تو مقاصد شریعت کے بعض جوہری عناصر تجارتی تقاضوں کی نذر ہو جاتے ہیں۔

اسلامی مالیات کا بنیادی نظریہ ”مبادلہ بالضمنان“ کے بجائے ”مشارکہ فی الخطر“ پر استوار ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنْكُمْ<sup>30</sup>

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طریقے سے مت کھاؤ، مگر یہ کہ تمہارا باہمی لین دین خوش دلی سے تجارت کی صورت میں ہو۔

یہ آیت اسلامی معاشیات کے اس نظریہ کی ترجمان ہے جو رضامندی، شفافیت، اور عدل پر مبنی تبادلے کو فروغ دیتا ہے۔ تاہم جب ہم اسلامی بینکاری کے موجودہ نظام پر نظر ڈالتے ہیں تو اکثر معاملات میں یہ اصول تجارتی مفاد، مارکیٹ کے دباؤ، اور قانونی پیچیدگیوں میں تحلیل ہو تا دکھائی دیتا ہے۔ محمد نجات اللہ صدیقی نے اس فاصلہ بندی کی بڑی باریک مگر جامع توضیح کی ہے:

“Islamic banking, in its present form, represents an attempt to reconcile the ideal of Shariah-based economics with the realities of global capitalism. This reconciliation, however, often remains more formal than substantive.”<sup>31</sup>

اسلامی بینکاری دراصل شریعت پر مبنی معیشت کے تصور کو سرمایہ دارانہ دنیا کے عملی تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی ایک کوشش ہے، مگر یہ ہم آہنگی اکثر صورتوں میں محض رسمی رہ جاتی ہے۔ اسی پہلو کی تائید محمد تقی عثمانی کی تنقیدی رائے سے بھی ہوتی ہے، جو لکھتے ہیں:

“The challenge is not to Islamize the form of banking but to infuse its soul with Shariah values — justice, risk sharing, and moral restraint.”<sup>32</sup>

چیلنج یہ نہیں کہ بینکاری کی ظاہری صورت کو اسلامی بنایا جائے بلکہ اس کے باطن میں شریعت کے اقدار — عدل، خطرے میں اشتراک، اور اخلاقی ضبط — کو سرایت دی جائے۔

یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ تمویل اسلامی کی عملی کارکردگی کو جب مقاصد شریعت کی روشنی میں جانچا جاتا ہے تو ”عدالت توزیع (Distributive Justice)“ اور ”رفع ضرر عام“ جیسے اصول کمزور نظر آتے ہیں۔ مالیاتی اشرافیہ کے غلبے، سودی معیشت کے بقیہ اثرات، اور فنانشل پراڈکٹس کی مصنوعی اسلامیاتی شکل نے تمویل اسلامی کو بسا اوقات محض ”Shariah Labeling“ تک محدود کر دیا ہے۔

القرطبی نے سود کی حرمت کے پس منظر میں جو حکمت بیان کی وہ دراصل اس پورے اخلاقی مسئلے کی اساس ہے:

إِنَّمَا حَرَّمَ اللَّهُ الرَّبَا لِأَنَّهُ يُوَدِّي إِلَى الظُّلْمِ، وَيُفْضِي إِلَى أَكْلِ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ<sup>33</sup>

اللہ تعالیٰ نے سود کو اس لیے حرام قرار دیا کہ یہ ظلم پر مبنی ہے اور لوگوں کے اموال کو ناحق طریقے سے کھانے کا ذریعہ بنتا ہے۔

یہی اخلاقی زاویہ تمویل اسلامی کے عملی نظام میں اکثر غائب دکھائی دیتا ہے، جہاں منافع کے حصول کے لیے فریق ضعیف — یعنی صارف — کے حقوق کو ثانوی حیثیت دے دی جاتی ہے۔

اگر تمویلی نظام کی کارکردگی کو سماجی و اقتصادی پیمانوں پر پرکھا جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلامی بینکوں نے اگرچہ مالی شمولیت (Financial Inclusion) میں اضافہ کیا ہے، مگر ان کے اثرات غربت کے خاتمے یا معاشرتی مساوات کی سطح پر ابھی محدود ہیں۔ Habib Ahmed کے بقول:

“Islamic finance has succeeded in creating halal instruments, but not yet in achieving social justice which lies at the heart of Islamic economics.”<sup>34</sup>

اسلامی مالیات نے اگرچہ حلال مالیاتی ذرائع پیدا کر لیے ہیں، مگر وہ سماجی انصاف کے حصول میں ابھی کامیاب نہیں ہوئی، جو اسلامی معیشت کا مرکزی مقصد ہے۔

عملی سطح پر تمویلی عقود کے تفضیلی ڈھانچے میں بھی تضادات نمایاں ہیں۔ مراہجہ کو اکثر ایک متبادل سودی فنانشنگ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے، اجارہ کے معاملات میں ملکیت کے انتقال اور خطرے کی تقسیم میں ابہام پایا جاتا ہے، اور مضاربہ و مشارکہ کی شراکت اکثر کاغذی رہ جاتی ہے۔ یہ تمام پہلو اس امر کی غمازی کرتے ہیں کہ اسلامی مالیات کا موجودہ نظام اگرچہ ظاہراً شریعت کی حدود میں ہے، مگر اس کی روح عدل اور مقصدیت اخلاق ابھی تک مکمل طور پر متحقق نہیں ہوئی۔

تطبیقی سطح پر یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ شریعت بورڈز، علماء اور بینکنگ ماہرین کے مابین ایک فکری غلامی وجود ہے، جس کے باعث شرعی اجتہاد اکثر مالیاتی مصلحتوں کے تابع ہو جاتا ہے۔ اس فکری انقطاع کو پُر کیے بغیر اسلامی مالیات اپنے نظریاتی مقاصد — یعنی “مقاصد شریعت فی المال — ” کو حقیقت کا روپ نہیں دے سکتی۔

نتیجتاً یہ کہا جاسکتا ہے کہ تمویل اسلامی کے نظری اور عملی بیانیے کے مابین فاصلہ محض فنی نہیں بلکہ فکری و اخلاقی نوعیت کا ہے۔ اس فاصلہ بندی کو کم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اسلامی مالیات کی تشکیل جدید “فقہ المعاملات” کے اصولوں کے ساتھ ساتھ “فقہ المقاصد” کے دائرے میں بھی کی جائے، تاکہ نظریہ اور عمل میں وہ ہم آہنگی پیدا ہو جو شریعت اسلامی کے عادلانہ و انسانی تصور معیشت کے شایانِ شان ہے۔

## VII: استنتاجات و توصیفات نظام تمویل

اسلامی نظام تمویل، جو اصولاً عدل معاشی، رفع ظلم مالی، اور مساوات اقتصادی کے اخلاقی و فقہی تصورات پر مبنی ہے، عصر حاضر کے مالیاتی بحرانوں میں ایک متبادل فکری و عملی منہج کے طور پر ابھر کر سامنے آیا۔ تاہم اس کے تطبیقی مظاہر اور عملی حکمت عملیوں کا تجزیہ اس امر کو منکشف کرتا ہے کہ تمویل اسلامی کے مثالی اصول ابھی تک کلیتاً ادارتی سطح پر نافذ العمل نہیں ہو سکے۔ اس بحث میں انہی نتائج، درپیش چیلنجز، اور اصلاحی امکانات کا تحقیقی استنتاج پیش کیا جاتا ہے۔

اسلامی مالیات کے نظریہ کی بنیاد قرآن و سنت کے ان اصولوں پر ہے جو معیشت کو تعاون، شفافیت اور عدالت توزیع پر قائم دیکھنا چاہتے ہیں۔ قرآن کریم میں آیا ہے:

كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ<sup>35</sup>

تاکہ مال تمہارے مالداروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتا رہے۔

یہ اصول اسلامی مالیات کے اخلاقی و مقاصدی جوہر کو ظاہر کرتا ہے کہ مالی نظام کا بنیادی مقصد دولت کی منصفانہ تقسیم اور استحصال کی نفی ہے۔ لیکن موجودہ تجربات میں یہ مقاصد اکثر سرمایہ دارانہ منافع پسندی اور ادارتی دباؤ کے سبب محدود ہو گئے ہیں۔

تقی عثمانی نے اپنی معرکہ الآراء تصنیف An Introduction to Islamic Finance میں اس پہلو کی گہری تنقید کرتے ہوئے لکھا:

**“The spirit of Islamic finance lies in equity, not debt; in partnership, not in collateralized contracts. Yet, contemporary Islamic banking has leaned towards debt-based instruments, losing its distinctive ethical strength.”<sup>36</sup>**

اسلامی مالیات کی روح قرضی معاہدوں میں نہیں بلکہ شراکتی و مساواتی نظام میں ہے؛ لیکن موجودہ اسلامی بینکاری نے قرضی آلات کی طرف جھکاؤ پیدا کر کے اپنے اخلاقی امتیاز کو کمزور کر دیا ہے۔

یہ فکری انحراف دراصل تمویل اسلامی کے ادارتی ڈھانچے میں اس وقت نمایاں ہوا جب مراہمہ، اجارہ اور استصناع جیسے عقود کو “مارکیٹ-کمپیٹیٹو” صورت میں ڈھالا گیا۔ محمد عمر چھپرہ اس تغیر کو “اسلامی اخلاقیات کا تجارتی اختصار” قرار دیتے ہیں:

**“Islamic finance has gained operational success but at the cost of ethical depth; it has institutionalized halal form but often neglected its moral content.”<sup>37</sup>**

اسلامی مالیات نے عملی سطح پر کامیابی تو حاصل کی، لیکن اس کے ساتھ ہی اخلاقی عمق کا ایک نمایاں حصہ کم ہو گیا، کیونکہ ادارتی نظام نے شرعی شکل کو تو قائم رکھا مگر اخلاقی مواد کو ثانوی حیثیت دے دی۔

تطبیقی مطالعے سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ پاکستانی بینکاری نظام میں شرعی نگرانی (Shariah Governance) کا ڈھانچہ اگرچہ موجود ہے، لیکن اس کی کارکردگی کا انحصار عموماً ادارتی وابستگی پر ہوتا ہے، جس کے باعث “اجتہادِ مصلحی” کے بجائے “اجتہادِ مصلحتی” رائج ہے۔ عبید اللہ کے مطابق:

**“Shariah compliance in practice often turns into Shariah justification, where form overtakes substance.”<sup>38</sup>**

عملی سطح پر شرعی مطابقت اکثر شرعی جواز کی شکل اختیار کر لیتی ہے، جہاں شکل، اصل سے غالب ہو جاتی

ہے۔

اس تحقیق کے نتائج سے مستنبط اہم نکتہ یہ ہے کہ اسلامی مالیات کے لیے صرف فقہی بنیادیں کافی نہیں، بلکہ اس کے ساتھ نظریہ اخلاقِ معاشی اور مقاصدِ شریعت کا احیاء ناگزیر ہے۔ اس تناظر میں اصلاح کے چند اہم اشارے درج ذیل ہیں:

شریعت بورڈز کو محض رسمی توثیق کے بجائے اجتہادی نگران ادارے کے طور پر تشکیل دیا جائے، جن کے ارکان فقہ المعاملات اور عصری مالیات دونوں میں تخصص رکھتے ہوں۔ مزید یہ کہ ان کے فیصلوں کو عوامی طور پر شائع کرنا لازم ہو تاکہ شفافیت اور علمی احتساب برقرار رہے۔ مراحمہ و اجارہ جیسے عقود میں خطرے کی تقسیم (Risk-sharing) کو لازمی عنصر بنایا جائے، تاکہ اصل روحِ شریعت — یعنی نفع و ضرر میں توازن — برقرار رہے۔ اسلامی بینکوں کو مرکزی بینک کے سودی فریم ورک سے جزوی آزادی فراہم کی جائے، تاکہ وہ اپنی شرح منافع، سرمایہ کاری کے اہداف، اور تمویلی خطوط کو "مقاصدِ شریعت" کے تحت مرتب کر سکیں۔ جامعات میں "فقہ المعاملات المعاصرہ" اور "اسلامک فنانس پالیسی اسٹڈیز" کو لازمی تحقیقی میدانوں کے طور پر فروغ دیا جائے۔ اس کے ساتھ "شرعی انحرافات" کے سائنسی مطالعے اور ان کے سماجی اثرات پر بین الکلیاتی تحقیق (Interdisciplinary Research) کی ضرورت ہے۔ اسلامی مالیات کا حتمی نصب العین انسانی فلاح اور معاشرتی توازن ہے، لہذا بینکنگ اداروں کو صدقات، زکوٰۃ، وقف، اور قرضِ حسنہ جیسے اخلاقی ذرائع کے ساتھ مربوط کیا جائے۔ اس تمام تنقیدی و توصیفی جائزے کے بعد یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ نظام تمویل اسلامی اپنی موجودہ ساخت میں اگرچہ شریعت کے دائرے میں کام کر رہا ہے، مگر اس کے اخلاقی، سماجی اور مقاصدِ جہات ابھی تک ارتقائی مرحلے میں ہیں۔ مستقبل کی تحقیق کے لیے لازم ہے کہ اسلامی مالیات کو صرف "فقہی تمویل" کے بجائے "مقاصدِ معاشیات" کے ایک متحرک اور اخلاقی فریم ورک کے طور پر دیکھا جائے، تاکہ وہ محض بینکنگ ماڈل نہیں بلکہ تمدنی معیشت (Civilizational Economy) کی صورت اختیار کر سکے۔

### خلاصہ کلام

اس تحقیقی سفر کا حاصل دراصل اسلامی نظام تمویل کے نظری، فقہی، اور عملی مظاہر کا ایک جامع و تنقیدی جائزہ ہے۔ تمویل اسلامی، جو اصولاً شریعتِ اسلامی کی معاشی روح — یعنی عدل، شراکت، شفافیت، اور رفاہِ عامہ — پر مبنی ہے، اپنے عملی نفاذ میں ایک پیچیدہ ارتقائی مرحلے سے گزر رہی ہے۔ اس بحث میں تحقیق کے مجموعی نتائج، پاکستانی ماڈل کی افادیت، اور اختتامی تاثرات کو تحلیل و استنباط کے ہم آہنگ اسلوب میں پیش کیا جاتا ہے۔

اسلامی مالیات کے اس پورے مطالعے سے یہ حقیقت نمایاں ہوتی ہے کہ نظری سطح پر فقہائے اسلام نے جس تمویل نظام کو "عقودِ شراکہ" اور "تبادلِ منافع بالخطر" کے اصول پر استوار کیا، وہ جدید ادارتی ساخت میں "فقہی تطبیق" کے بجائے "تجاری تقلیب (commercial adaptation)" کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اور ان کے مال میں سوال کرنے والے اور محروم کا حق ہے۔ یہ تصور اسلامی مالیات کو محض ایک قانونی نظام نہیں بلکہ سماجی انصاف کے آفاقی ضابطے میں بدل دیتا ہے۔ تاہم عملی تجربہ گواہ ہے کہ مالیاتی ادارے اس نظری روح کو مکمل طور پر جذب نہیں کر سکے۔ اسلامی معیشت کا حقیقی مقصد محض قانونی تطبیق نہیں بلکہ عدل و فلاح کا قیام ہے؛ فقط ظاہری مطابقت، بغیر اخلاقی تبدیلی کے، شریعت کی روح کو کمزور کر دیتی

ہے۔ یہی وہ فکری نکتہ ہے جو پاکستان کے مالیاتی تجربے کے تجزیے میں بار بار ابھرتا ہے۔ پاکستان میں اسلامی بینکاری کا آغاز 1980 کی دہائی میں ہوا اور بتدریج اسے قانونی، ادارتی، اور مالیاتی سطح پر وسعت دی گئی۔ 2002 میں اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے اسلامی بینکاری کے لیے باقاعدہ Shariah Governance Framework مرتب کیا، جس نے نظام کو ایک واضح سمت عطا کی۔ آج پاکستان، اسلامی مالیات کے عالمی نقشے میں ایک کلیدی کردار ادا کر رہا ہے۔ پاکستانی ماڈل ایک مرکب طرز عمل پیش کرتا ہے جو شرعی نگرانی اور مرکزی بینک کی نگرانی کو یکجا کر کے تمویل اسلامی کے نفاذ کے لیے ایک قابل عمل راہ فراہم کرتا ہے۔ یہی ماڈل دیگر مسلم ممالک کے لیے ایک تقلیدی نمونہ (replicable model) بن سکتا ہے، بشرطیکہ اس کی اصلاح اور وسعت فقہی تناظر میں جاری رکھی جائے۔ خاص طور پر پاکستان کے تناظر میں، میزان بینک، بینک اسلامی، اور دبئی اسلامی بینک جیسے اداروں نے عملی سطح پر اسلامی عقود کی تطبیق میں ایک قابل ذکر معیار متعین کیا ہے، اگرچہ ان میں سے اکثر ادارے تا حال Debt-based Financing سے Equity-based Participation کی طرف مکمل منتقلی نہیں کر پائے۔ تحقیق کے مجموعی نتائج درج ذیل علمی و فکری استنباط کی صورت میں سامنے آتے ہیں: اسلامی تمویل کا نظریاتی ماڈل اخلاقی مساوات اور خطرے میں اشتراک پر مبنی ہے، مگر عملی سطح پر مراہجہ اور اجارہ جیسے کم خطرہ عقود پر انحصار اس کے حقیقی تصور کو محدود کرتا ہے۔ بینکوں میں شرعی مطابقت کے ڈھانچے موجود ہیں مگر ان کا کردار اکثر رسمی (Formal) اور جزوی (Partial) ہے؛ اس کے لیے مؤثر شرعی احتسابی نظام درکار ہے۔ پاکستان کا ادارتی و قانونی ڈھانچہ، اگرچہ ارتقائی مرحلے میں ہے، لیکن اسلامی مالیات کے لیے قابل تقلید ماڈل فراہم کرتا ہے۔ جس میں اجتماعی اجتہاد، ریاستی ضابطہ بندی، اور مارکیٹ ریگولیشن کی ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ مستقبل کی کامیابی اس وقت ممکن ہے جب اسلامی مالیات کو محض تجارتی دائرے سے نکال کر “مقاصد معیشت” کے جامع فریم ورک میں لایا جائے، جہاں مقصد صرف منافع نہیں بلکہ فلاح انسانی ہو۔ اختتامی تاثر کے طور پر کہا جاسکتا ہے کہ تمویل اسلامی کا پاکستانی ماڈل ایک ایسا زندہ تجربہ ہے جو “فقہی اصول” اور “عصری اطلاق” کے درمیان ایک متحرک مکالمہ تخلیق کر رہا ہے۔ اگر اس مکالمے کو اخلاقی و علمی گہرائی کے ساتھ جاری رکھا جائے تو اسلامی مالیات نہ صرف ایک معاشی متبادل بن سکتی ہے بلکہ وہ اسلامی تمدن اقتصادی (Islamic Economic Civilization) کی تشکیل نو میں بنیادی کردار ادا کر سکتی ہے۔ ایک ایسا تمدن جو عدل کو معیشت کا محور بنائے، نفع کو خدمت سے جوڑے، اور سرمایہ کو امانت میں بدل دے۔

## حوالہ جات

- 1 المائدة: 1
- 2 ابن خلدون، المقصد، بیروت: دار الفکر، 2004، ص 345
- 3 الشافعی، الام، قاہرہ: دار المعرفہ، 1990، ج 3، ص 78
- 4 ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ، [الریاض: دار العالم، 1995، ج 28، ص 66
- 5 الشافعی، الموائف، بیروت: دار المعرفہ، 2005، ج 2، ص 19
- 6 السرخسی، المیسوط، بیروت: دار المعرفہ، 1993، ج 12، ص 23
- 7 البقرہ: 275

- <sup>8</sup> الفخر الرازی، مفاتیح الغیب، [بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1999]، ج 7، ص 56
- <sup>9</sup> Al-Sadr, Iqtisaduna, [Beirut: Dar al-Ta'aruf, 1983], p. 247
- <sup>10</sup> البقرہ: 279
- <sup>11</sup> محمد تقی عثمانی، اسلام اور جدید معیشت و تجارت، [کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2012]، ص 221
- <sup>12</sup> Siddiqi, Banking Without Interest, [Jeddah: Islamic Development Bank, 1983], p. 45
- <sup>13</sup> IMF, Islamic Finance and Financial Stability, [Washington D.C.: IMF Publications, 2017], p. 12
- <sup>14</sup> State Bank of Pakistan, Islamic Banking Bulletin, Karachi, June 2025, p. 3
- <sup>15</sup> منیف احمد خان، اسلامی مالیات: نظریہ و عمل، [لاہور: ادارہ تحقیقات اسلامی، 2019]، ص 188
- <sup>16</sup> البقرہ: 275
- <sup>17</sup> النووی، روضة الطالبین، [بیروت: دار الفکر، 1997]، ج 3، ص 149
- <sup>18</sup> Chaprā, The Future of Economics: An Islamic Perspective, [Leicester: Islamic Foundation, 2000], p. 217
- <sup>19</sup> السرخسی، المبسوط، [بیروت: دار المعرفہ، 1993]، ج 15، ص 108
- <sup>20</sup> محمد تقی عثمانی، اسلام اور جدید معیشت و تجارت، [کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2012]، ص 314
- <sup>21</sup> ص: 24
- <sup>22</sup> Zubairi, Islamic Finance: Theory and Practice, [Karachi: Oxford University Press, 2016], p. 94
- <sup>23</sup> صحیح البخاری، کتاب البیوع، حدیث: 2240
- <sup>24</sup> ابن قدامہ، المغنی، [بیروت: دار الفکر، 1985]، ج 4، ص 184
- <sup>25</sup> Khan, Ethics in Islamic Finance, [Cambridge: Cambridge University Press, 2020], p. 51
- <sup>26</sup> البقرہ: 275
- <sup>27</sup> AAOIFI, Shariah Standards, Manama: AAOIFI Publications, 2021, p. 18
- <sup>28</sup> ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، [بیروت: دار الفکر، 1992]، ج 6، ص 112
- <sup>29</sup> Muhammad Taqi Usmani, An Introduction to Islamic Finance, Karachi: Maktaba Ma'arif al-Qur'an, 2010, p. 143
- <sup>30</sup> النساء: 29
- <sup>31</sup> Muhammad Nejatullah Siddiqi, Banking Without Interest, Jeddah: Islamic Development Bank, 2006, p. 82
- <sup>32</sup> Muhammad Taqi Usmani, Islam and Modern Economics, Karachi: Maktaba Ma'arif al-Qur'an, 2012, p. 67
- <sup>33</sup> القرطبی، الجامع لأحكام القرآن، [القاهرة: دار الکتب المصریہ، 1964]، ج 3، ص 355
- <sup>34</sup> Habib Ahmed, Islamic Banking and Finance: Theory and Practice, London: Routledge, 2013, p. 214
- <sup>35</sup> الحشر: 7

<sup>36</sup> Muhammad Taqi Usmani, An Introduction to Islamic Finance, Karachi: Idaratul Ma'arif, 2002, p. 183

<sup>37</sup> M. Umer Chapra, Islam and the Economic Challenge, Leicester: The Islamic Foundation, 1992, p. 247

<sup>38</sup> M. Obaidullah, Islamic Financial Services, Jeddah: Islamic Research and Training Institute, 2005, p. 132